110845 ـ شریعت اسلامیہ میں ماں کا اپنی بیٹی پر عظیم حق ہے لیکن خاوند کو اس سے بھی عظیم حق حاصل ہے

سوال

میری والدہ جس بات کے پیچھے پڑ جائے اسے چھوڑتی نہیں، اور اس کے مطالبات ختم ہونے کا نام نہیں لیتے، میرے ساتھ میرے خاوند کے متعلق لڑتی رہتی ہے حالانکہ میرا خاوند مجھ اور میری اولاد کے ساتھ بہت ہی اچھا برتاؤ کرتا ہے، میری والدہ چاہتی ہے کہ میرا خاوند اسے سیر و تفریح میں اپنے ساتھ لے کر جائے، اس کے اور بھی کئی مطالبات ہیں، اور بہت زیادہ خرچ کرتی ہے جسے میرا خاوند پسند نہیں کرتا.
میرا خاوند ایک ڈاکٹر ہے اور اپنی ساس کو اتنا وقت نہیں دے سکتا، اور پھر وہ سمجھتا ہے کہ میں اور میری والدہ اکٹھی نہیں رہ سکتیں، میری والد سال میں کم از کم تین یا چار بار ہمیں ملنے آتی ہے، اور چاہتی ہے اسے روزانہ سیر و تفریح کے لیے لے جاؤں چاہے بچوں اور گھر کو وقت نہ بھی دیا جائے.
والدہ تجارت بھی کرتی ہے لیکن اس کے باوجود کہتی ہے تم اپنے بہن بھائی کو اپنے پاس رکھو جن کی عمر سولہ اور اٹھارہ برس ہے، اور اس کے لیے خاوند کی اجازت کی بھی ضرورت نہیں، دو برس قبل والد صاحب فوت ہوئے تو انہوں نے میری یونیورسٹی میں تعلیم کے لیے قرض لیا تھا اور یہ قرض واپس کرنے سے انکار کر دیا جس کی بنا پر میری شہرت اتنی خراب ہوئی کہ میں اپنے نام پر کوئی چیز بھی نہیں خرید سکتی.
اس سے بھی بڑھ کر والد فوت ہونے سے کچھ عرصہ قبل میری والدہ نے والد کی ساری جائداد اور مال اپنے نام کروا لیا تا کہ ہم میں تقیسم کرنا آسان رہے، ہم چار بہنیں اور ایک بھائی ہیں، لیکن والد کی وفات کے بعد کہنے لگی وہ سب کچھ توم میرے نام ہے، میں نے تمہارے والد کے قرض کی ادائیگی کے لیے بہت کچھ ادا کیا ہے، قرض کی ادائیگی سے ہی اس کی تجارت یہاں تک پہنچی ہے، اس لیے وہ مرنے تک سارا مال اور جائداد خود ہی رکھےگی.
جب والدہ نے ظاہر کیا کہ وہ والد کے قرض کی ادائیگی کرنا چاہتی ہے تو میں نے کسی کو بتائے بغیر والدہ کو تقریبا ایک لاکھ ڈالر دیے، لیکن والدہ نے قرض ادا کرنے کی بجائے گرمیوں میں رہنے کے لیے ایک گھر خرید لیا، اور بالکل انکار کر دیا کہ اسے میں نے کچھ دیا ہے، شادی سے چھ برس قبل یہ قرض لیا گیا تھا اور خاوند کو اس کے متعلق علم بھی نہیں ہے اب یہ قرض میرے نام ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے، اس کے علاوہ میری والدہ میرے خاوند کے ساتھ برا سلوک کرتی اور اسے گالیاں بھی نکالتی ہے اور مجھے اس کی نافرمانی کرنے کا کہتی رہتی ہے، کہ والدہ کا تجھ پر خاوند سے بھی زیادہ حق ہے، اور مجھے اپنے خاوند کو معذرت کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ وہ اپنی ساس سے معذرت کرے حالانکہ اس نے کوئی غلطی بھی نہیں کی، ہم دو ملکوں مصر اور امریکہ میں بٹے ہوئے ہیں، بلکہ کچھ ایام قبل والدہ نے دھمکی بھی دی کہ اگر تم ماں سے محبت کرتی اور اللہ کی نافرمان نہیں کرنا چاہتی تو اپنی اولاد کے ساتھ مجھے ملنے آؤ، لیکن میرا خاوند اکیلا رہنے پر راضی نہیں، ماں کہتی ہے کہ خاوند کی بات نہ سنو بلکہ ماں کی بات مانو، لیکن اس کے باوجود مجھے خاوند یہی کہتا ہے کہ والدہ کے ساتھ حسب

استطاعت بہتر سلوک کرتے ہوئے اچھے تعلقات رکھو.
میرا سوال یہ ہے کہ ان حالات میں مجھ پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کہ والدہ کے ساتھ کیسے تعلقات رکھوں، اور اسی طرح اس قرض کا ذمہ دار کون ہے، حالانکہ مجھے اس یونیورسٹی میں پڑھائی کر مجبور کیا گیا اور میری عمر بھی اس وقت سولہ اور اٹھارہ برس کے درمیان تھی، خاوند کو اس قرض کے متعلق کچھ علم نیں، اور پھر ماں کے پاس تو قرض کی ادائیگی سے بھی زیاد مال ہے.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شریعت اسلامیہ میں اللہ سبحانہ و تعالی نے ماں کو بہت ہی بلند مقام عطا کیا ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اللہ تعالی نے اولاد پر ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا واجب کیا ہے، اور نافرمان حرام قرار دی ہے، اور لوگوں میں سب سے زیادہ حسن سلوک اور صلہ رحمی کا مستحق قرار دیا ہے.

جیسا کہ معروف حدیث میں وارد ہے کہ جب ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ لوگوں میں اس کے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:

" تیری ماں، تیری ماں، تیری ماں، پھر اس سے قریب "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2548).

ماں کو شریعت نے یہ حق اور مقام و مرتبہ عطا کیا ہے لیکن اس کا یہ معنی نہیں کہ اس مقام اور مرتبہ کی بنا پر وہ ناحق اپنی اولاد کا مال کھا جائے، بلکہ اس پر واجب اور ضروری ہے کہ حقداروں کو ان کے حقوق کی ادائیگی کرے، اور شریعت مطہرہ کے مطابق ترکہ اور وراثت ورثاء میں تقسیم کرے.

اسی طرح ماں کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ اپنی بیٹی کو اس کے خاوند کے متعلق خراب کرے اور خاوند و بیوی کے مابین جو حسن معاشرت پائی جاتی ہے اسے خراب کرنے کی کوشش کرتی پھرے، اس ماں نے بیٹی اور داماد کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ بہت ہی برا عمل ہے شریعت مطہرہ اس سے انکار کرتی ہے، اور ایسا کام کرنے والوں کو گناہ اور سزا کی وعید سناتی ہے.

اس صورت حال میں آپ کے لیے اپنی ماں کے ساتھ سب سے بڑی نیکی اور حسن سلوک یہ ہے کہ آپ والدہ کو وعظ و نصیحت کریں کہ وہ خاوند اور بیوی کے مابین تعلقات خراب کرنے کی کوشش مت کرے، اور اسے غیبت اور سب و شتم اور ناحق لوگوں کا مال کھانے کی سزا اور گناہ کے متعلق بتائیں، اور اسے بڑے نرم انداز اور بہتر اسلوب سے دعوت دیں جس میں والدہ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھا گیا ہو اور نیکی و حسن سلوك بھی پایا جائے.

دوم:

ماں کو یہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے، اور والدہ کو وہ حاصل ہے، لیکن والدہ کا حق خاوند کے حق سے زیادہ نہیں، بلکہ خاوند کا حق زیادہ عظیم ہے، اور خاوند کا حق والدہ کے حق پر مقدم ہے، عقلمند بیوی کوشش کرتی ہے کہ خاوند کو ہر اس کام کے ساتھ خوش کرے جو شریعت کے مخالف نہیں، اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ بھی ہر اس کام کو سرانجام دے کر حسن سلوك کر سکتا ہے جو خاوند کے حکم اور معاملہ کے مخالف نہ ہو، اور جب دونوں معاملے اور ارادے مختلف ہوں جائيں تو پھر خاوند کا معاملہ مقدم ہوگا.

شیخ الاسلام بن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك عورت شادی شدہ ہے اور وہ والدین کے حکم سے نکل کر خاوند کے حکم میں آچکی ہے، اس کے لیے والدین کی اطاعت کرنا افضل ہے یا اپنے خاوند کی اطاعت کرنا ؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" شادی کے بعد عورت کا خاوند عورت کے والدین سے بیوی کا زیادہ مالك ہے، اور اس پر اپنے خاوند کی اطاعت زیادہ واجب ہے.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

پس نیك عورتیں فرماں بردار ہیں، اور غیر حاضری میں حفاظت کرنے والی ہیں، اس لیے کہ اللہ نے (انہیں) محفوظ رکھا .

اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" دنیا بہترین مال و متاع ہے، اور دنیا کا سب سے بہتر مال و متاع نیك و صالح عورت ہے، جب تم اسے دیکھو تو وہ تمہیں خوش کر دے، اور جب اسے حکم دو وہ تو تمہاری اطاعت کرے، اور جب تم اس سے غائب (دور سفر پر) ہو تو وہ آپ کے مال اور اپنی جان کی حفاظت کرتی ہے "

اور صحیح ابی حاتم میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب عورت اپنے اوپر پانچ فرض نمازیں ادا کرتی ہو اور رمضان المبارك کے روزے رکھتی ہو، اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو گی "

اور سنن ترمذی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جو عورت بھی اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی "

اسے امام ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اگر میں کسی کو کسی دوسرے کے لیے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے "

اسے ترمذی نے روایت کیا اور اسے حسن قرار دیا ہے اور ابو داود نے درج ذیل الفاظ سے روایت کیا ہے:

" تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ان پر خاوند کے بہت زیادہ حقوق رکھے ہیں "

اور مسند احمد میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نےفرمایا:

" کسی بھی بشر کو کسی دوسرے بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح نہیں، اور اگر کسی بشر کے سامنے سجدہ کرنا صحیح ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے کیونکہ خاوند کا بیوی پر عظیم حق ہے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر خاوند کے قدم سے اس کے سر تك زخم ہو اور اس سے پیپ اور خون رس رہا ہو اور بیوی اسے آگے بڑھ کر چاٹ لے تو بھی خاوند کا حق ادا نہیں کر سکتی... "

شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے خاوند کی اطاعت کی فضیلت والی احادیث بھی نقل کی ہیں.

اس سلسلہ میں احادیث بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند ایك ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ: قرآن مجید میں خاوند کو سید یعنی سردار کا لقب دیا گیا ہے، اور پھر انہوں نے درج ذیل فرمان باری تعالی تلاوت کیا:

اور ان دونوں نے دروازے كے پاس اپنے سردار كو پايا .

اور عمر بن خطاب رضى اللہ تعالى عنہ كہتے ہيں:

" نكاح غلامى ہے، جو تم ميں سے ہر ايك دو ديكھنا چاہيے كہ وہ اپنى لخت جگر بيٹى كو كس كى غلامى ميں دے رہا ہے "

اور ترمذى وغيرہ ميں وارد ہے كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" عورتوں كے ساتھ بہتر سلوك كرو، كيونكہ يہ عورتيں تمہارے پاس غلام ہيں "

چنانچہ عورت اپنے خاوند كے پاس غلام اور قيدى جيسى ہے اس ليے عورت اپنے خاوند كے گھر سے خاوند كى اجازت كے بغير باہر نہيں نكل سكتى، چاہے عورت كا والد يا والدہ يا پھر كوئى اور حكم بھى دے تو امت كا متفقہ فيصلہ ہے كہ خاوند كى اجازت كے بغير گھر سے باہر نہيں نكل سكتى.

اور اگر خاوند اپنى بيوى كو كسى اور جگہ منتقل كرنا چاہے اور اپنے اوپر واجب كردہ حقوق كى ادائيگى بھى كرے اور بيوى كے متعلق اللہ كى حدود كى بھى حفاظت كرے ليكن عورت كا باپ اپنى بيٹى كو اس ميں خاوند كى اطاعت سے روكے تو عورت كو اپنے خاوند كى اطاعت كرنى چاہيے باپ كى نہيں، كيونكہ اس صورت ميں اس كے والدين اس پر ظلم كر رہے ہيں، انہيں اپنى بچى كو اس طرح كے خاوند كى اطاعت سے روكنے كا كوئى حق حاصل نہيں.

اس عورت كو بھى حق حاصل نہيں كہ وہ خاوند كى نافرمانى ميں اپنى ماں كى اطاعت كرے، كہ اس سے خلع لے يا پھر جھگڑے تا كہ خاوند اسے طلاق دے دے، يعنى بيوى كو حق حاصل نہيں كہ وہ نان و نفقہ اور لباس و مہر كے متعلق ايسا مطالبہ كرے جس كى بنا پر خاوند اسے طلاق دے دے، اگر خاوند متقى ہو اور بيوى كے معاملات ميں وہ اللہ سے ڈرنے والا ہو تو بيوى كو طلاق لينے كے متعلق اپنے والدين كى اطاعت كرنا حلال نہيں ہوگى.

سنن اربعہ اور صحيح ابن ابى حاتم ميں ثوبان رضى اللہ تعالى عنہ سے حديث مروى ہے كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جس عورت نے بھى اپنے خاوند سے بغير كسى سبب كے طلاق كا مطالبہ كيا تو اس پر جنت كى خوشبو حرام ہے "

اور ايك دوسرى حديث ميں ہے:

" خلع لينے والى ہى منافقات ہيں "

لیکن اگر اس کے والدین اسے اللہ کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں، مثلا نماز پنجگانہ کی پابندی اور سچائی اختیار کرنے اور امانت و دیانت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ فضول خرچی سے اجتناب کرنے کا کہیں تو یہ ان احکام میں شامل ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی ہے، یا پھر جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اس لیے اسے بھی اس میں ان کی اطاعت کرنی چاہیے چاہے اسے والدین کے علاوہ کوئی دوسرا بھی یہ باتیں کہے تو اسے یہ ماننا ہونگی تو پھر اگر والدین کہیں تو کیسے نہیں مانےگی ؟

اور جب خاوند اسے کسی ایسے کام سے روکے جس کا حکم اللہ اور اس کی رسول نے دیا ہو، یا پھر اسے کسی ایسے کام کو سرانجام دینے کا حکم دے جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہو تو اسے اس میں اپنے خاوند کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اللہ خالق الملك کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا سکتی "

بلکہ اگر کوئی مالك اپنے نوکر اور غلام کو اللہ کی معصیت کا حکم دے تو غلام کو اس معصیت میں اپنے مالك کی اطاعت کرنی جائز نہیں تو پھر عورت کو کیسے مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی مصیت میں اپنے خاوند یا والدین کی اطاعت کرے.

کیونکہ خیر و بھلائی تو صرف اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں ہے، اور اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی و معصیت میں ہی ساری کی ساری برائی اور شر ہے " انتہی

دیکھیں: مجموع الفتاوی (32 / 261 - 264).

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا مندرجہ بالا علمی اور مضبوط جواب ہی کافی ہے جس سے مقصد پورا ہو جاتا ہے، کہ آپ کی والدہ کے لیے جائز نہیں کہ وہ آپ اور آپ کی بیوی کے مابین خرابی اور فتنہ پیدا کرے، اور اس سلسلہ میں آپ کے لیے اس کی اطاعت کرنا حلال نہیں، اور خاوند کا حق اور اس کی اطاعت آپ کی والدہ کی اطاعت سے زیادہ حق رکھتی ہے.

سوم:

بیوی کے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں اور نہ ہی وہ کسی ایسے شخص کو خاوند کے گھر میں داخل کر سکتی جسے خاوند ناپسند کرتا ہو، اور اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس میں وہ خاوند کی اطاعت چھوڑ کر اپنی والدہ کی اطاعت نہیں کر سکتی، کیونکہ خاوند کی اطاعت کا زیادہ حق ہے.

چہارم:

ظاہر یہی ہوتا ہے کہ سوال میں جس سودی قرض کیا بیان ہوا ہے اس کا گناہ آپ پر ہے؛ کیونکہ آپ اس وقت بالغ تھیں اور اپنے تصرفات کی ذمہ دار بھی تھیں، آپ جتنی جلدی ہو سکے اس قرض کی ادائیگی کریں تا کہ سود میں اور اضافہ نہ ہوتا جائے، اور اس کے ساتھ ساتھ آپ سود سے سچی اور پکی توبہ کریں، کیونکہ سود کا لین دین کرنا گناہ کبیرہ ہے.

ہم اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہیں کہ وہ آپ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرمائے، اور آپ کے خاوند اور آپ دونوں کو خیر و بھلائی پر جمع رکھے.

مزید آپ سوال نمبر (96665) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں، اس میں شادی شدہ بیٹی کی زندگی میں ماں کی دخل اندازی کے اسباب اور اس کا علاج بیان کیا گیا ہے.

واللہ اعلم .